NC
www.novelsclubb.com
زمرد
از جویریہ حسن
ناولز کلب
:novelsclubb
:read with laiba
03257121842

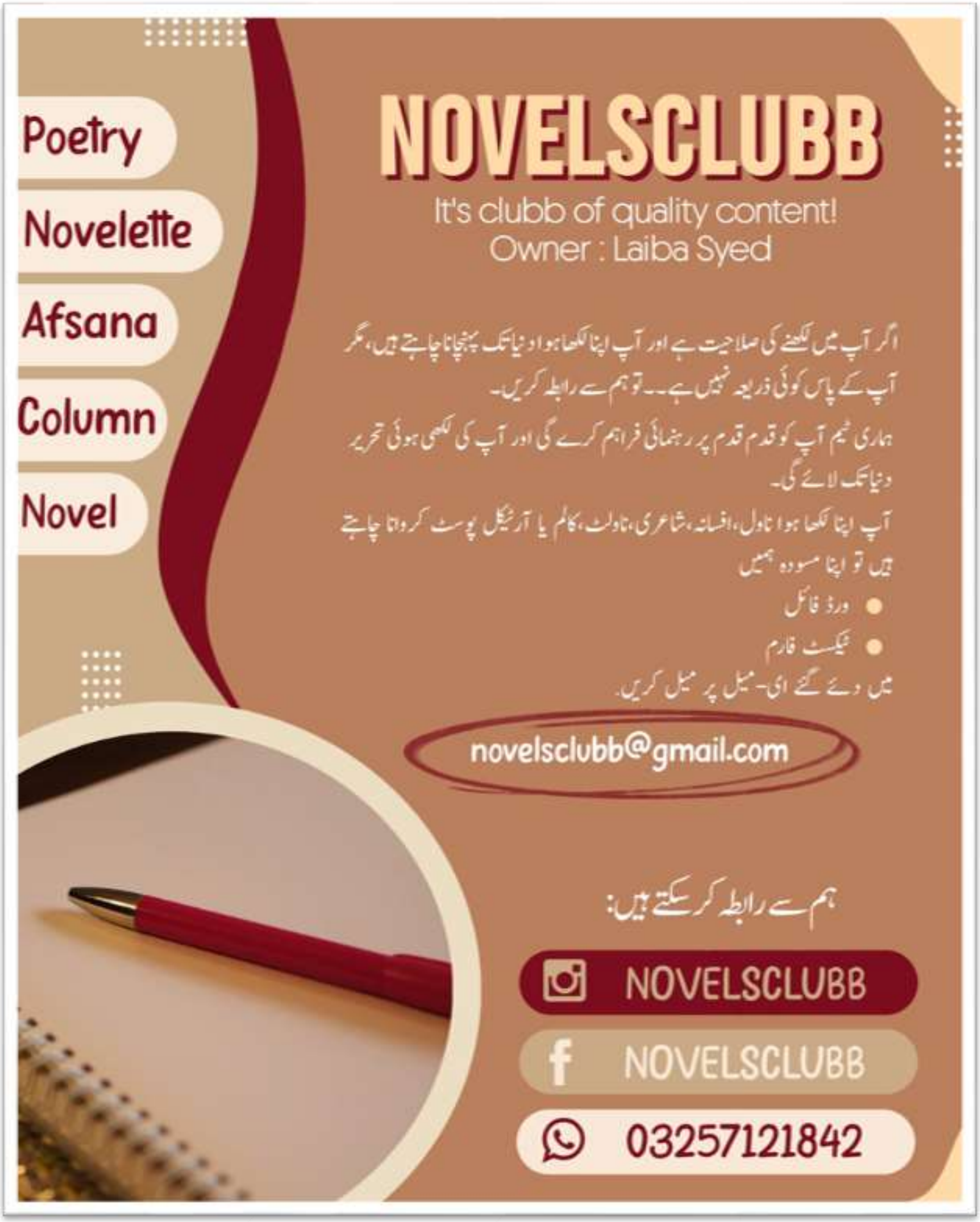
Poetry
Novelette
Afsana
Column
Novel
NOVELSCLUBB
It's clubb of quality content!
Owner : Laiba Syed
اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔
ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔
آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں
ورڈ فائل
ٹیکسٹ فارم
میں دیے گئے ای-میل پر میل کریں۔
novelsclubb@gmail.com
ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں:
NOVELSCLUBB
NOVELSCLUBB
03257121842

زمرد

از قلم

جویریہ حسین

www.novelsclubb.com

زمرد

از قلم

جویریہ حسین

پہلی قسط

وہ کھڑکی بند کرنے کو آگے بڑھی تھی۔جب ہوا کے تیز جھونکے سے اس کے گھٹنوں سے نیچے جاتے، سیاہ بال اڑتے بکھر گئے تھے۔اس نے سخت بیزار چہرے کے ساتھ کھڑکی بند کی تھی۔اسے یہ آندھی وطوفان بھرا موسم انتہا کا بھاتا تھا۔مگر آج اسے یہ زہر سے کم نہیں لگ رہا تھا۔آج اسے یہ موسم خوف زدہ کر رہا تھا۔جیسے اس کی زندگی اس طوفان کے بعد باقی چیزوں کی طرح بکھر کر رہ جائے گی۔اس نے واپس مڑتے معین احمد کے سامنے موجود صوفہ پہ جگہ سنبھالی تھی۔

"مگر ایسا کیسے ہو سکتا ہے چاچو؟اس میں ازمیر کی کیا غلطی ہے۔مانا اسے ابھی گاڑی کو ہاتھ نہیں لگانا چاہیے تھا۔مگر اس میں بھی غلطی اس کی نہیں تھی،میں موجود تھی جب خالہ نے ازی

سے گاڑی لے جانے کو کہا تھا۔اور اس سب کے بعد بھی تو اس نے گاڑی نہ تو ٹھوکی نہ کسی دوست کے حوالے کی۔ جبکہ اس کے پاس تجربہ بھی نہیں تھا۔اب گاڑی چوری ہو گئی تو پھر اس سب کے بعد تو ہم زمہ دار نہیں نا۔اس سے ازمیر کیسے قصوروار ثابت ہوتا ہے؟"اس کا رخ معین احمد کی جانب تھا۔

"وہ قصوروار ہے! ان کی نظروں میں ازمیر ہی قصوروار ہے۔وجہ یہ کہ جب گاڑی چوری ہوئی تو اس کا موبائل گاڑی میں ہی تھا۔اس لئے انہیں لگتا ہے کہ گاڑی ازمیر ہی ڈرائیو کر رہا تھا۔ سب ثبوت اس کے خلاف ہیں۔ ہم اس پر یقین کر سکتے ہیں، لیکن وہ لوگ نہیں جنکا قیمتی اثاثہ ان سے چھینا جا رہا ہے۔"انہوں نے پریشانی سے اسے وضاحت دی تھی۔ان کا دل کٹ رہا تھا۔ تکلیف حد سے سوا تھی۔اس نے بولنے کو لب وا کیے تھے،جب شاہینہ نے پہلے ہی اس کی بات اچک لی تھی۔

"خاموش رہو تم! بڑوں کے معاملوں میں بچے خاموش رہتے ہیں۔"

"مگر مماوہ میرا.....؟"

''بس! خاموش ہو جاؤ، بلکہ اس کمرے سے ہی نکل جاؤ۔ بڑوں میں بچوں کا کوئی کام نہیں ہوتا.....'' انہوں نے قطعیت سے کہا تو وہ خاموش ہو گئی۔ لیکن اپنی جگہ سے ایک انچ بھی نہ ہلی تھی۔ اسے جاننا تھا کہ اب آگے کیا ہو گا۔ اس کا دل سوکھے پتے کی مانند لرز رہا تھا۔ اگر اس کے ازی کو کچھ ہو گیا تو؟ اس کی حالت دیکھتے شاہینہ نے بھی دوبارہ باہر جانے کو نہیں کہا تھا۔ وہ جانتی تھیں وہ کس قدر حساس ہے۔ کمرے میں جا کر رونا ہی تھا۔ یہاں کم از کم وہ رو نہیں رہی تھی۔

''تو معین اب کیا ہو گا؟ کیا وہ لوگ ازمیر کو جیل بھیج دیں گے؟'' ان کا رخ اب دیور کی طرف تھا۔ جبکہ بہار کا دل دھڑکا تھا۔ اس نے نگاہیں اٹھا کر اپنی نفیسہ خالہ کو دیکھا تھا' جنکا چہرہ لمحہ بہ لمحہ تاریک پڑتا جا رہا تھا۔ آنسوں مسلسل بہہ رہے تھے۔ نہ چاہتے ہوئے بھی اس کی آنکھوں میں نمی در آئی۔

''لیکن ان کا بیٹا تو زندہ ہے نا۔ پھر کیوں ازمیر کو جیل ہو گی؟'' انتہا کی کوشش کے باوجود وہ خود کو روک نہ پائی تھی۔ اور بہتے نینوں سے اپنا سوال کر ڈالا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ہاں وہ زندہ ہے، لیکن کومہ میں ہے۔ اور امید نہیں ہے کہ وہ کبھی اٹھ پائے گا۔ بہت کم چانسز ہیں اس بچے کی ریکوری کے۔"

"پھر بھی اگر وہ زندہ ہے تو کس لئے وہ ازمیر کو جیل بھجیں گے؟ ایسے نہیں ہوتا۔ اور بالفرض ازی جیل گیا بھی تو اسے عمر قید نہیں ہو سکتی۔ نہ تو ان کے پاس ثبوت ہیں، نہ کوئی قتل ہوا ہے۔ ایک ایکسیڈینٹ تھا اس کا بھی ان کے پاس کوئی ٹھوس ثبوت نہیں۔" نفیسہ اس سارے معاملے میں پہلی بار بولی تھیں۔

"نہیں خالہ آپ نہیں جانتیں، وہ لوگ بہت طاقتور ہیں۔ وہ چاہیں تو بغیر کسی ایک ثبوت کے بھی ازمیر کو عمر قید کیا پھانسی بھی کروا سکتے ہیں۔ یہاں تو پھر ثبوت موجود ہیں۔ CCTV فوٹیج ہے، ازی کا موبائل ہے اور گاڑی بھی۔" اب باری کب سے خاموش بیٹھے حسام کی تھی۔ اور اب جب وہ بولا تھا تو کمرے میں انتہا کی وحشت چھا گئی تھی۔ نفیسہ سے مزید صبر نہیں ہوا تھا۔ وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگیں۔ بہار انہیں دلاسہ دینے کو آگے بڑھی تھی۔ جبکہ شاہینہ تو یوں تھیں کہ کاٹو تو بدن میں لہو نہیں۔ کیا ان کے اکلوتے بھانجے کو عمر قید ہو جائے گی؟

"لیکن حسام بھائی یہ تو قانونی طور پر بھی ممکن نہیں۔ازی ابھی محض پندرہ سال کا ہے۔ اٹھارہ کی عمر سے پہلے تو یہ نہیں ہو سکتا۔"اس نے حسام کی سرخ آنکھوں میں دیکھا۔

"مگر ایک دن تو وہ اٹھارہ کا ہو ہی جائے گا۔اور جب تک نہیں بھی ہو گا'تو ان کا کہنا ہے کہ وہ اسے اپنے پاس رکھیں گے۔ غیر قانونی طور پہ۔اور ہم جیسے مڈل کلاس لوگوں میں اتنی طاقت نہیں ہے کہ ان جیسے ایلیٹ کلاس لوگوں کا مقابلہ کر سکیں۔"بہار احمد نے بڑی امید سے کہا تھا۔ اور حسام احمد نے اس کی آخری امید بھی توڑ کر چکنا چور کر دی تھی۔اسے چپ لگ گئی۔

"تو.....تو پھر اب کیا ہو گا؟"شاہینہ بڑی ہمت کر کے بولی تھیں۔

"ہمارے پاس دو ہی راستے ہیں مما۔یا تو ازمیر جیل جائے گا، یا....."وہ خاموش ہو گیا۔ زبان کو جیسے تالے لگ گئے تھے۔آخری لفظ پہ آواز رندھ سی گئی تھی۔

☆.....☆.....☆

"مجھے میرے بیٹے کا انتقام ہر حال میں چاہیے۔"نرمین نے اسے دیکھتے کرخت لہجے میں کہا تھا۔

"کونسا انتقام امی؟ یہ محض ایک ایکسیڈینٹ تھا۔اور اگر کوئی انتقام ہے بھی تو ہم ایسا نہیں کر سکتے جیسا آپ چاہتی ہیں۔"

"تم میری نافرمانی کررہے ہو؟"

"نہیں امی..... لیکن ہم ایسا کیسے کر سکتے ہیں؟ یہ غلط ہے۔"

"جانتی تھی..... جانتی تھی میں۔ تم بھلا کیوں ایسا کچھ کرو گے 'عزیر تمہارا سگا بھائی تھوڑی ہے۔" ان کی آواز میں نمی گھلی۔اس نے تڑپ کر ان نہیں دیکھا تھا۔

"امی ایسا نہیں ہے۔وہ بھائی ہے میرا۔ مگر آپ خود سوچیں، جیسی عزیر کی حالت ہے' ہمیں دعاؤں کی ضرورت ہے۔ پھر ہم کیوں بلاوجہ لوگوں کی آہیں لیں؟"

"ہاں ہاں سب کچھ میں ہی سوچوں اور بددعائیں بھی مجھے ہی لوگوں کی لگیں گی۔ جیسے اللہ میرا تو ہے ہی نہیں۔ تم میاں جاؤ اپنے راستے، میں چلی جاؤں گی اپنے عزیر کو لے کر کہیں بھی۔ جاؤں گی بھی کہاں؟ نہ ماں باپ ہیں نہ کوئی بھائی۔ایک بہن ہے، وہ بھی ادھر موجود نہیں۔ مگر کوئی بات نہیں، میں کھالوں گی در در کی ٹھوکریں۔ تمہارے پاس نہیں آؤں گی۔ارے مجھے تو

لگتا تھا تم مجھے اپنی ماں سمجھتے ہو۔ مگر تم نے تو مجھے کبھی ماں سمجھا ہی نہیں۔ صرف ماں کہتے ہی تھے۔ مگر آج سے تمہارا میرا یہ نام کا رشتہ بھی ختم۔" وہ ہاتھ نچا نچا کر کہتیں، آستین سے آنکھیں صاف کرتیں، وہاں سے جانے لگی تھیں، جب اس نے آگے بڑھ کر ان کا بازو تھام لیا تھا۔

"امی میرا یہ مطلب ہرگز نہیں تھا۔ میں تو بس....." اس نے بے بسی سے کچھ کہنا چاہا۔ مگر پھر نرمین کے روتے چہرے نے اسے بے بس کر دیا تھا۔

"اچھا ٹھیک ہے۔ آپ جو کہیں گی، میں وہ کروں گا۔" اس کے کہنے سے جہاں نرمین خوش ہوئی تھیں، وہیں علی خان چونکے تھے۔

"یہ کیا بکواس کر رہے ہو تم؟" وہ حیرت و غصے سے دھاڑے تھے۔

"ایسا کچھ نہیں ہو گا بدر۔ میرے جیتے جی تو بالکل نہیں۔ میں یہ زیادتی ہرگز برداشت نہیں کروں گا!" وہ غصے کی وجہ سے پھولتی سانسوں کے ساتھ چلائے تھے۔

"دیکھا؟ دیکھا نا تم نے؟ انہوں نے ساری زندگی میرے ساتھ ایسے ہی کیا ہے۔ یہ تو میں اور میرا بیٹا ہی پاگل تھے جوان کی فکر....." وہ کہہ رہیں تھیں، جب ان کی آواز دھیمی ہونا شروع ہوئی۔ اور پھر وہ اپنی بات مکمل نہیں کر پائیں۔ وہ یونہی بدر کے بازوؤں میں جھول گئی تھیں۔

☆.....☆.....☆

"ہمارے پاس دو ہی راستے ہیں، مما۔ یا تو زمیر جیل جائے گا، یا....." وہ خاموش ہو گیا۔ زبان کو جیسے تالے لگ گئے تھے۔ آخری لفظ پہ آواز رندھ سی گئی تھی۔

"یا؟....." انہوں نے دھڑکتے دل کے ساتھ پوچھا تھا۔

"یا وہ رومیسہ کو لے جائیں گے۔ اپنے اکتیس سالہ بیٹے کی دلہن بنا کر....."

"ونی کر کے۔"

www.novelsclubb.com

معین نے لہولہان ہوئے دل کے ساتھ کہا تھا۔ایک آنسوں بے ساختہ ٹپ کر کے نکلا تھا۔ اور پھر کئی آنسوں گرتے چلے گئے۔ان کے کہنے سے کمرے میں یکلخت سناٹا چھا گیا تھا۔موت سا سناٹا۔قبر سا۔

"نہیں..... نہیں ایسا نہیں ہو سکتا۔ایسا کیسے ہو سکتا ہے چاچو؟ایسا کیسے ہو سکتا ہے؟رومی ابھی صرف چودہ سال کی ہے۔اتنی سی عمر میں شادی،وہ بھی ایسے حالات میں؟"سب سے پہلے ہوش میں آنے والا وجود بہار کا تھا۔ہلکی آواز آہستہ آہستہ بڑھتی گئی تھی۔اس پر تو جیسے آسمان آن گرا تھا۔

"ایسا نہیں ہو سکتا چاچو،میں ایسا کبھی نہیں ہونے دوں گی!"وہ ہذیانی چیخی تھی۔اس کا پورا جسم کپکپا رہا تھا۔چہرہ آنسوؤں سے تر ہوا تھا۔باقی افراد تو صدمہ کے زیرِ اثراب تلک ساکت تھے۔

"چاچو!چاچو میری بات سنیں۔آپ ان لوگوں سے کہیں نا میرے بہن بھائی کو بخش دیں چاچو۔بدلے میں کچھ بھی لے لیں۔چاچو ایسے لوگ تو بہت ظالم ہوتے ہیں نا۔رومی تو اتنی کمزور

ہے، وہ کیسے برداشت کرے گی یہ سب؟ پلیز کچھ کریں چاچو۔ انہیں بچالیں۔" وہ دوڑ کر ان کے پاس آئی اور ان کے قدموں میں بیٹھ گئی۔ دونوں ہاتھ ان کے گھٹنے پر رکھے، وہ التجائیہ کہہ رہی تھی۔ وہ تڑپ رہی تھی۔ جیسے پیاسا پانی کے لیے تڑپتا ہے۔ حسام کو آنکھوں میں آئی نمی پیچھے دھکیلنا ناممکن سا لگنے لگا۔ معین خاموشی سے اس سے نگاہیں پھیر گئے۔ نفیسہ اب بھی کھوئی کھوئی سی بیٹھی تھیں۔ جیسے یقین نہ آ رہا ہو کے جو انہوں نے سنا ہے وہ سچ ہی ہے۔

"کوئی تو اور راستہ ہو گا معین۔" شاہینہ نے بڑی امید سے پوچھا تھا۔

"نہیں! کوئی راستہ نہیں ہے بھابھی۔ کوئی بھی راستہ نہیں ہے۔ ہمیں چننا ہو گا، ازمیریا رومیسہ۔ ہمیں کون زیادہ عزیز ہے۔" آخری جملہ کہتے' وہ بے بسی سے کھو کھلی ہنسی سنگ رونے لگے تھے۔

"ایک راستہ ہے!" اس کی آواز کمرے میں ابھری تھی اور خاموشی چھا گئی تھی۔ حتیٰ کے کسی کے رونے کی آواز بھی نہیں آ رہی تھی۔ سب نے چونک کر اسے دیکھا تھا۔ بڑی امید سے۔ جیسے یہی سننا چاہتے ہوں۔ یہی ایک جملہ کہ "ایک راستہ ہے۔" اس کا دماغ تیزی سے کام کر رہا

تھا۔ وہ اپنے بہن بھائی کو یوں بلی چڑھنے نہیں دے گی۔ اس نے سوچ لیا تھا۔ اب اسے ہی کچھ کرنا تھا...

"مجھے نہیں پتا کیسے کہوں۔ (وہ ہنسی) آپ کو تو پتا ہے، مجھے الفاظ کا چناؤ نہیں آتا....

آپ.....آپ لوگ رومی کی جگہ....." نین کٹوروں میں منوں پانی تھا۔ حلق سے آواز نکالنا دنیا کا مشکل ترین کام لگ رہا تھا۔

"مجھے ونی کر دیں!" اس نے سر جھکایا تھا اور معین نے سر اٹھایا تھا۔

سب بس ششدر سے اسے دیکھ رہے تھے۔ جیسے یہ سننے کی امید نہ کی ہو۔

"یہ تم کیا کہہ رہی ہو بہار؟ تم ہوش میں تو ہو؟" حسام کھڑے ہوتے 'دھاڑا تھا۔ وہ اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔ اس نے اپنے کپڑے جھاڑے۔ آنسوں صاف کیے۔ پھر جب بولی تو لہجے میں حد درجہ سنجیدگی تھی۔

"میں نے یہ بات پورے ہوش و حواس میں کہی ہے بھائی۔" وہ حسام کی طرف متوجہ تھی۔ پھر اس نے رخ واپس معین کی جانب کیا۔

''چاچو رومیسہ یہ سب نہیں سہہ سکے گی۔'' وہ جیسے سمجھانا چاہ رہی تھی۔ وہ اس خاندان کی بڑی بیٹی تھی۔ اب جو کرنا تھا' اسے ہی کرنا تھا۔

''اور تم؟ تم سہہ لو گی؟ تم تو خود اتنی معصوم ہو بہار۔'' انہوں نے لہجہ نرم رکھا' ورنہ دل کا حال تو کچھ اور ہی تھا۔

''میں نے یہ نہیں کہا کہ رومی معصوم ہے چاچو۔ وہ بونگی ہے۔ وہ تو کسی غیر سے ٹھیک سے بات بھی نہیں کر پاتی۔ اور ویسے بھی ابھی تو صرف چودہ برس کی ہے، میں کم از کم اس سے کچھ تو بڑی ہوں۔'' وہ اب بڑے سکون سے کہہ رہی تھی۔

''تو تم کیا بہت بڑی ہو بہار؟ تم تو ابھی سترہ کی بھی نہیں ہوئی اور وہ شخص اکتیس سال کا ہے۔'' نفیسہ نے زور دے کر کہا۔ سب اس سے نرم لہجے میں بات کر رہے تھے۔ جانتے تھے وہ غصے کی تیز تھی۔ غصے میں کچھ بھی کر دیتی تھی۔ شاہینہ سارے معاملے میں خاموش تھیں۔ یا یوں کہیں کہ ششدر سی بیٹھی تھیں۔ ان کے تو کان سائیں سائیں کر رہے تھے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"خالہ میں کہہ چکی ہوں۔ان لوگوں کو اس خاندان کی لڑکی چاہیے تھی۔ازمیر کی بہن چاہیے تھی۔وہ انہیں مل رہی ہے'بس بات ختم! مجھے پتا ہے آپ لوگ سیدھے طریقے سے نہیں مانیں گے۔لیکن اگر کسی نے اس بات سے انکار کرنے کا سوچا بھی تو میں....."اس نے ٹھنڈی سانس ہوا کے سپرد کی تھی۔اک نگاہ معین اور حسام کے ساکت وجود پر ڈالی تھی۔

"میں خودکشی کرلوں گی۔"شاہینہ نے چونک کر اسے دیکھا۔اس کی آنکھیں دیکھ کر انہیں خوف سا آیا۔اگر وہ جو کہہ رہی تھی وہ کر دیتی تو؟

"یہ آپ کیا کہہ رہے ہو بیٹے؟ایسا....."

"پلیز چاچو!اٹس مائی لاسٹ وارننگ۔اور اس بارے میں ازمیر کو مت بتائیے گا۔"وہ کہتی دروازے کی طرف مڑی تھی'جب نظر اس پہ پڑی تھی۔وہ دروازے میں کھڑا تھا۔ بھورے بالوں والا وہ خوبصورت سالڑکا اس کا بھائی ہی تھا۔وہ اس کا ازمیر ہی تھا۔اس کی حالت دیکھ کر معلوم ہوتا تھا کہ وہ سب سن چکا ہے۔اس سے پہلے کہ وہ وہاں سے چلا جاتا،وہ اس کا بازو تھام چکی تھی۔

"میری بات سنو از میر! اگر تم نے میری بات سے اختلاف کیا تو جان لے لوں گی میں اپنی۔ اس کا خسارہ زیادہ ہو گا۔" اس کا لہجہ سخت تھا۔ مگر پھر تنے نقوش کو ڈھیلا کرتے اس نے نرمی سے اسے صوفہ پر بٹھایا اور پاس ہی خود بھی بیٹھ گئی۔ اس نے سب کی طرف باری باری دیکھا اور پھر نرمی سے کہنا شروع کیا۔

"دیکھیں! میرے نصیب میں جو ہو گا ہونا وہ ہی ہے۔ اگر میرا نصیب اچھا ہوا تو سب ٹھیک ہو جائے گا اور اگر برا ہوا تو یہ شادی نہ کر کے بھی میں ساری زندگی روتی ہی رہوں گی۔ اور ویسے بھی ہر مسلمان کا اس بات پر ایمان ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ہماری ہمت سے زیادہ آزمائش میں نہیں ڈالتے۔ اس لیے اب آپ سب اپنے اپنے کمروں میں جائیں، نماز پڑھیں اور آگے بہتری کی دعا کریں۔" وہ مسکرا کر کہتی اٹھ گئی تھی۔

"اور تم گھر سے مت نکلنا۔" وہ کہہ کر جا چکی تھی۔ مگر ان سب کو گہری کشمکش میں مبتلا کر گئی تھی۔ وہ اس خاندان کی پہلی بیٹی تھی۔ سب سے لاڈلی۔ اس کی کوئی بھی بات، کوئی خواہش

www.novelsclubb.com

آج تک رد نہیں کی گئی تھی۔ وہ جانتے تھے کہ جتنی وہ ضدی تھی، کوئی شک نہیں تھا کہ وہ جو کہہ رہی تھی، ویسا کر دیتی۔

☆.....☆.....☆

"بابا! بات کو سمجھیں۔ امی کی حالت کا ہی خیال کر لیں۔" اس نے آواز دھیمی رکھی تھی۔ نرمین قریب ہی بستر پر سو رہی تھیں۔

"کیا خیال کروں، ہاں؟ کیا خیال کروں؟ تم سمجھ نہیں رہے، کسی کی بہن بیٹی کی زندگی برباد کر کے ہم کیسے خوش رہ سکتے ہیں؟" علی نے بہ مشکل آواز دھیمی رکھی تھی۔

"بابا ہم کسی کی زندگی برباد نہیں کر رہے۔ ایک دن تو مجھے شادی کرنی ہی تھی، تو ابھی کرنے میں کیا مسئلہ ہے؟" اس کے کہنے پر علی نے ایک جتاتی نگاہ اس پر ڈالی تھی۔

"جب میں تم سے یہ کہتا تھا تب تو تم ہتھے سے ہی اکھڑ جاتے تھے۔ پھر اب ایسا کیا ہو گیا؟"

وہ نظریں چرا گیا تھا۔

"بابا ایسا نہیں....."

"خیر جو بھی ہے۔ تم یہ جانتے ہو یہ شادی عام شادیوں جیسی نہیں ہے۔ تمہاری ماں اس لڑکی کی زندگی برباد کرنے کے لیے اسے یہاں لا رہی ہے۔ تمہاری دلہن بنا کر نہیں۔" انہوں نے اس کی بات بیچ میں ہی کاٹ دی تھی۔

"بابا آپ مجھ پر بھروسہ رکھیں، میں اس لڑکی کے ساتھ کوئی زیادتی نہیں ہونے دونگا۔ اور امی کو بھی میں یہ بات سمجھا چکا ہوں کہ اس کی کوئی حق طلفی نہیں ہوگی۔" اس نے تحمل سے کہا تھا۔

علی استہزائیہ ہنسے تھے۔

"ہوں..... یہ بھی خوب کہی تم نے۔ میں نے تمہاری ماں کے ساتھ زندگی گزاری ہے۔ میں اسے تم سے بہتر جانتا ہوں۔ وہ کبھی اس بچی کو چین سے نہیں رہنے دے گی۔" وہ سنجیدگی سے کہہ گئے تھے۔

اس نے بستر سے اٹھتے' آگے بڑھ کر صوفہ پر بیٹھے علی کے ہاتھ تھام لیے تھے۔

"بابا میں سب ٹھیک کر دونگا۔ آپ بس ایک بار مجھ پر بھروسہ کر کے تو دیکھیں۔"

اس نے اپنی طرف سے انہیں تسلی دینا چاہی تھی۔ وہ بڑی امید سے انہیں دیکھ رہا تھا۔ علی نے اس کی آنکھوں میں نمی دیکھی تھی۔

"پلیز بابا....."

وہ اپنی ماں کو ایک بار پھر کھونا نہیں چاہتا تھا۔ انہوں نے گہری سانس ہوا کے سپرد کی تھی اور اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔ وہ بھی ان کی تقلید میں کھڑا ہو گیا تھا۔ اب وہ دونوں یک مقابل کھڑے تھے۔ ایک جیسے لگ رہے تھے۔ فرق تھا تو بس اتنا کہ بدر کا قد ان سے کچھ لمبا تھا۔ وقت کے ساتھ علی کا قد گھٹنا شروع ہو گیا تھا۔ چہرے پر جھریاں پڑنے لگی تھیں۔

"مجھے امید ہے تم مجھے مایوس نہیں کرو گے۔" ان کی آنکھوں میں مان تھا۔

"کبھی نہیں بابا۔ آپ کا سر کبھی جھکنے نہیں دوں گا۔" وہ مسکرایا تھا۔ بلاشبہ اس کی مسکراہٹ بہت خوبصورت تھی۔ جواباً انہوں نے بھی مسکرا کر اس کا شانہ تھپکا اور کمرے سے باہر چلے گئے تھے۔ انہیں اپنے بیٹے پر پورا بھروسہ تھا۔ مگر وہ پھر بھی نہ مانتے اگر بدر آٹھ سال

کے مسلسل انکار کے بعد اب نہ مانا ہوتا۔ وہ اس کی زندگی میں خوشیاں دیکھنا چاہتے تھے۔ مگر یہ بھی جانتے تھے کہ اس کام میں نرمین بڑی رکاوٹ ثابت ہوں گی۔

ان کے جانے کے بعد اس کی پیشانی پر فکر کی شکنیں ابھری تھیں۔

☆.....☆.....☆

اس نے دروازہ کھولا تو وہ سامنے ہی بیڈ پر کھوئی کھوئی سی بیٹھی، کسی غیر مرئی نقطے کو گھور رہی تھی۔ اس نے قدم بڑھا کر اس کے ساتھ ہی پلنگ پہ جگہ سنبھالی تھی۔ وہ ابھی بھی اسی غیر مرئی نقطے کو تک رہی تھی۔

"کیا سوچ رہی ہو؟" اس نے سامنے ڈریسنگ پر نظریں جمائے سوال کیا تھا۔ اب وہ دونوں اس غیر مرئی نقطے کو گھور رہے تھے۔

"ہوں؟" بہار نے چونک کر اسے دیکھا تھا۔ "ہاں وہ میں..... میں کچھ نہیں۔ بس ایسے ہی۔" اس کے چہرے پر بناوٹی مسکراہٹ تھی۔

"کیا واقعی؟" اس نے چہرہ موڑ کر مسکراتے ہوئے اسے دیکھا تھا۔ وہ اس کی آنکھوں میں صاف طنز محسوس کر سکتی تھی۔

اس کی مسکراہٹ پلوں میں سمٹی تھی۔ اس نے خاموشی سے چہرہ جھکا لیا تھا۔

"تو اب تم مجھ سے بھی باتیں چھپاؤ گی؟" اس نے اسی مسکراہٹ کے سنگ آنکھیں واپس ڈریسنگ ٹیبل پر مرکوز کر لی تھیں۔ خاموشی ہنوز برقرار تھی۔ کافی پل یونہی خاموشی کی نظر ہو گئے تھے۔ طویل خاموشی...

پھر جب وہ بولی تو اسے اپنی آواز کسی کنوے سے آتی محسوس ہوئی تھی۔

"یہ سب لاہور جیسے شہر میں کیسے ہو سکتا ہے؟ مما تو کہتی تھیں کہ یہ سب سندھ والی سائڈ پر ہوتا ہے۔ پنجاب میں ہو بھی تو سرد علاقوں کے چند کم عقل پٹھانوں میں۔ پھر یہ یہاں کیسے ہو سکتا ہے؟" اس نے رخ مکمل اس کی جانب موڑ لیا تھا۔ آنکھوں میں نمی لیے وہ پوچھ رہی تھی۔

"تمہیں ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا۔ ہم کوئی نہ کوئی حل نکال لیتے۔" اس کے چہرے پر سختی در آئی تھی۔ بہار کی بات کو سرے سے نظر انداز کیا تھا۔

''کوئی حل نہیں ہے۔ یہ واحد راستہ ہے ہمارے پاس۔''اس نے لمحہ ضائع کیے بغیر کہا تھا۔اکھیاں ایک بار پھر اسی غیر مرئی نقطے پر مرکوز کیں۔آنسو بھی پیچھے دھکیل دیئے تھے۔

''جو بھی ہے۔میں تمہیں ایسا کرنے کی اجازت ہر گز نہیں دوں گا۔''وہ ابھی بھی ڈریسنگ ٹیبل کو ہی دیکھ رہا تھا۔

''بھائی......''اس نے نرمی سے حسام کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا تھا۔رخ ایک بار پھر اس کی جانب تھا۔اس نے آنکھوں میں امید لئے اسے پکارا تھا۔حسام نے چہرہ موڑ کہ اسے دیکھا۔

''پلیز پارٹنر.....کم از کم تم تو میرا ساتھ دو۔ایک بار مجھ پر بھروسہ کر کے تو دیکھو۔میں سب ٹھیک کر دونگی۔''آنکھوں میں امید کے دیپ جلے تھے۔

''اپنی عمر دیکھو،اتنی سی عمر میں کیسے یہ سب جھیلو گی؟ تم سمجھ نہیں رہی' یہ کوئی عام شادی نہیں ہے۔اگر حالات عام ہوتے تو میں کبھی تمہیں نہ روکتا۔پھر چاہے تمہاری عمر پندرہ برس ہی کیوں نہ ہوتی۔''لہجے میں اب بھی غصہ تھا۔وہ خفا خفا سا دکھتا تھا۔

"پہلی بات، اتنی بھی چھوٹی عمر نہیں ہے میری۔ پاکستان میں بہت سے لوگوں کی شادی اسی عمر میں ہو جاتی ہے۔اور دیکھو نا! یہ اسلامکلی بھی کتنا پرفیکٹ ہے۔ جیسے ہی بچے بالغ ہوں' ان کی شادی کر دو۔اور تمہیں یاد نہیں ہماری کزن فنزا؟ وہ بھی تو سولہ سال کی تھی جب اس کی شادی ہوئی تھی۔"

اس نے چہرہ موڑ کر اپنی گود میں دھرے ہاتھوں کو دیکھا۔ پھر دوبارہ نگاہیں اٹھا کر اسے دیکھا۔

"دوسری بات، تم تو جانتے ہو کہ میں کتنی بڑی چڑیل ہوں۔ تمہیں لگتا ہے کہ اپنے ساتھ کوئی ناانصافی ہونے دوں گی؟ اور تمہیں لگتا ہے کہ میں... میں کبھی اتنی بے بس ہو سکتی ہوں کے مجبوری میں ایسا فیصلہ کروں؟ (انگلی سینے پر رکھے' اپنی طرف اشارہ کرتے کہا تھا) نہیں... کبھی نہیں!" اب وہ پرسکون سی کہہ رہی تھی۔

"میں یہ سب صرف اس لیے کر رہی ہوں' کہ میں یہ ثابت کر سکوں کے ازمیر بے قصور ہے۔اور اگر تمہیں لگتا ہے کہ میں ان کے ظلم و ستم کا شکار خود کو بننے دونگی' تو یہ تمہاری غلط فہمی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ہے۔میں اپنے ساتھ کسی قسم کی زیادتی نہیں ہونے دونگی۔''اس نے حسام کی ہاتھ پر سے اپنا ہاتھ اٹھالیا تھا۔اب سیدھی ہو کر بیٹھی' ناک کی سیدھ میں دیکھنے لگی تھی۔

''لہذا تم میری فکر نہیں کرو۔میں اپنا خیال خود رکھ سکتی ہوں۔ہاں مگر تمہارے ساتھ کی مجھے اشد ضرورت ہے۔''اس نے دوبارہ چہرہ موڑے اسے دیکھا۔

''ہمیشہ سے تھی، ہے،اور ہمیشہ رہے گی۔''وہ بڑی امید سے اسے دیکھ رہی تھی۔

حسام نے ایک تھکی ہاری سی' ٹھنڈی سانس خارج کی تھی۔وہ پر سکون سا مسکرائی۔ آنکھوں میں چمک سی ابھری تھی۔وہ مان گیا تھا۔اس کے بھائی نے اس کا مان رکھ لیا تھا۔اب اسے کسی قسم کی کوئی پریشانی نہیں تھی۔اگر اس کا بھائی اس کے ساتھ تھا' تو وہ سب کچھ کر سکتی تھی۔

''تو کیا حسام احمد میری مدد کریں گے؟''وہ بے ساختہ مسکرایا تھا۔

”ہاں! بہار احمد کے لیے حسام احمد ہمیشہ موجود ہے۔“ وہ دونوں ایک دوسرے کی آنکھوں میں دیکھتے، مسکرائے تھے۔ایک نے مقابل کی آنکھوں میں مان دیکھا تھا تو دوسرے نے بھروسہ.....

☆.....☆.....☆

وہ بستر پر بیٹھے، کسی گہری سوچ میں مبتلا تھے، جب دروازہ ناک ہوا۔سوچوں کا تسلسل ایک دم ٹوٹا تھا۔انہوں نے چونک کر ایک نظر کمرے میں دوڑائی۔نفیسہ اب تک نہیں آئی تھیں۔مگر وہ ناک کر کے تو نہ آتیں۔وہ ابھی انہیں سوچوں میں گم تھے، جب دروازہ ایک بار پھر ناک ہوا تھا۔ساتھ ہی حسام کی آواز بھی برآمد ہوئی تھی۔

”چاچو کیا میں اندر آسکتا ہوں؟“ وہ نجانے کب سے باہر کھڑا، دروازہ کھٹکھٹا رہا تھا۔

”آجاؤ بیٹے۔“ انہوں نے نرمی سے اسے اجازت دی، تو وہ دروازہ دھکیل کر اندر داخل ہوتے، عین ان کے سامنے آکھڑا ہوا۔نگاہیں زمین پر گڑھی ہوئی تھیں۔

www.novelsclubb.com

وہ انہیں کچھ اضطراب کی سی کیفیت میں مبتلا لگا تھا۔انہوں نے ہاتھ سے بیڈ پر اپنے بلکل قریب اشارہ کرتے' اسے بیٹھنے کو کہا۔وہ خاموشی سے آکر' ان کے بغل میں بستر پر بیٹھ گیا۔ نظریں اب بھی جھکی ہوئی تھیں۔

معین نے بغور اسے دیکھا۔وہ بالکل ان کے بھائی جیسا دکھتا تھا۔وہی بھوری آنکھیں، بھورے بال اور یہ مغرور ناک۔وہ ہو بہو امین احمد سا تھا۔کب ان کی آنکھ کا کونا بھیگ گیا۔انہیں پتا نہ چل سکا۔وہ بے ساختہ نم آنکھوں سے مسکرائے۔

مگر جلد ہی یہ مسکراہٹ سمٹ گئی۔ان کی آنکھوں نے اس کے وجود کو کھوجا۔زمین پر گڑھی اس کی بھوری آنکھیں، پیشانی پر پسینہ کی بوندیں اور صاف رنگت میں گھلی' حد سے زیادہ سرخیاں' انہیں پریشان کر گئیں۔وہ اپنے ہاتھ بھی مسلسل آپس میں مسل رہا تھا۔اس نے ایسا تو کبھی نہ کیا تھا۔انہوں نے نرمی سے ہاتھ بڑھا کر اس کا دائیاں ہاتھ تھامے' اپنی گود میں رکھ لیا تو وہ چونکا۔پھر ان کی طرف دیکھتے شرمسار سا' اپنے بھورے بالوں میں بائیاں ہاتھ چلا گیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

''کیا بات ہے حسام؟ کیا کچھ ہوا ہے؟'' انہوں نے نرمی سے اس کی انکھوں میں دیکھتے پوچھا' تو وہ نگاہیں چرا گیا۔ انہیں بے اختیار کچھ غصہ سا آ گیا۔ وہ پہلے ہی پریشان تھے اور اب حسام کی یہ غیر معمولی خاموشی.....

''کیا ہمارا تعلق اتنا پر اعتماد نہیں کہ تم کھل کر مجھ سے کچھ بھی کہہ سکو؟'' انہوں نے سخت لہجے میں کہا تو وہ ہڑبڑا کر نفی میں سر ہلا گیا۔

''پھر بتاؤ کہ کیا بات ہے۔ میں وہی معین ہوں جس سے تم دونوں کوئی بھی بات شئیر کر لیا کرتے تھے۔'' لہجہ ایک بار پھر ہمیشہ کی طرح شیریں ہو گیا تھا۔ حسام کو جیسے یہ ہی سننا تھا۔ اس نے رخ موڑ کر ان کے چہرے کو دیکھا' جہاں اس نے ہمیشہ شفقت ہی دیکھی تھی۔ شفقت، محبت، دوستی، مان۔ کونسا ایسا رشتہ تھا جو اس نے ان کی صورت نہیں پایا تھا۔ وہ دلکش مسکرایا۔ کمر یک دم سیدھی ہوئی تھی۔ اعتماد ایک بار پھر بحال ہوا تھا۔ اسے یوں دیکھ معین کی پریشانی کچھ کم ہوئی تھی۔

''کچھ پوچھوں گا تو سچ سچ جواب دیں گے؟'' وہ جیسے تصدیق چاہتا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"پہلے کبھی جھوٹ بولا؟" انہوں نے جواباً ایک اور سوال داغا تھا۔ وہ مزید مسکرایا۔

"ڈانٹیں گے بھی نہیں؟ ذہن میں ایک اور سوال اُبھرا تھا۔

"پہلے کبھی ڈانٹا؟" وہ مسکراتے پوچھ رہے تھے۔

اس کی مسکراہٹ گہری سے گہری ہوتی گئی۔ پھر اس نے نگاہیں ان کے چہرے سے ہٹا کر سامنے جمالیں۔

"بہار۔ اس کے فیصلے بارے میں آپ کیا سوچتے ہیں؟" وہ حد درجہ سنجیدہ تھا۔ الفاظ حلق سے بہ مشکل برآمد ہوئے تھے۔

"کیا مطلب کیا سوچتا ہوں؟ اس میں سوچنے جیسا کچھ نہیں۔ تمہارے باپ نے تمہاری زمہ داری مجھے دی تھی۔ تم امانت ہو۔ اور میں امانت میں خیانت نہیں کر سکتا۔" ان کی مسکراہٹ یک دم سمٹی تھی۔ نگاہیں اس کے چہرے سے ہٹالی تھیں۔ نقوش یکلخت ہی تن گئے تھے۔ دماغ کی نسیں پھول کر واضح ہوئی تھیں۔

"مگر چاچو میرے خیال سے ہمیں اس پر اعتبار کرنا....."

"بکواس بند کرو اپنی! پاگل ہوگئے ہو کیا؟ بہن ہے وہ تمہاری۔ اس کی حفاظت تمہاری زمہ داری ہے، حسام!" حسام جو اپنی رو میں بول رہا تھا' ان کے یوں غصہ سے اچانک کھڑے ہو کر چلانے پر بوکھلا سا گیا تھا۔ معین کے دماغ کی نسیں اس قدر ابھر گئی تھیں، مانوں ابھی پھٹ جائیں گی۔ حسام کو اس ری ایکشن (Reaction) کی امید نہیں تھی۔ وہ کچھ پل حیران پریشان سا رہ گیا۔ مگر اسے فی الحال ہوش سے کام لینا تھا۔ سو اس نے بہ مشکل ہمت کا دامن پکڑا تھا۔

"لیکن چاچو آپ ایک بار اس بارے میں سوچیں تو سہی۔" اس نے اپنی سعی ایک اور کوشش کی تھی۔ وہ بہار کی باتوں میں مکمل جکڑ چکا تھا۔ سہی' غلط' کچھ یاد نہ رہا تھا۔ یاد تھا تو صرف یہ کہ بہار احمد اس کی بہن ہے، اور اسے بھرپور اعتماد دینا اس کا فرض۔

"حسام یہاں سے چلے جاؤ اس سے پہلے....." وہ ابھی کہہ رہے تھے' جب ان کے دل میں یکلخت شدید درد اٹھا تھا۔ وہ کراہ کر بستر پر آ بیٹھے۔ دل پر ہاتھ رکھے' وہ نڈھال سے ہو گئے تھے۔

www.novelsclubb.com

حسام ان کی یہ حالت دیکھ بھونچکا کر رہ گیا تھا۔ کچھ پل تو وہ کچھ سمجھ نا سکا۔ دماغ جیسے مفلوج ہو گیا تھا۔ مگر جیسے ہی دماغ بیدار ہوا، وہ ان کی طرف بڑھا تھا۔

☆.....☆.....☆

www.novelsclubb.com

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول،افسانہ،شاعری،ناولٹ،کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک،انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP: